شئون علمیہ

پرواز کی تیزی برٹش اوورسیز ایرویز کارپوریشن کے صدر سر مائلس ٹامس نے پیش گوئی کی ہے کہ لندن سے نیویارک تک کی مسافت جٹ طیارے ۷ گھنٹے سے کم کی مدت کی پرواز میں طے کرلیں گے۔ اور خود کارپوریشن کے جٹ طیارے ۱۹۵۴ء میں ایسی پروازیں شروع کردیں گے۔

پہلی بار شمالی بحر اطلانتک کو جٹ طیارے پار کریں گے اور خود کوئی ۸ میل کی بلندی پر پرواز کریں گے۔ اس لئے موسمی حالات کا مطالعہ زمینی حالات کے مطالعہ سے مختلف ہوگا۔ راڈار پر کافی توجہ کرنا پڑے گی۔

۱۹۵۵ء میں ایسا ہو جائے گا کہ "دنیا کے گرد" پرواز کرنے کے لئے ۲ سروسیں قائم ہو جائیں گی۔ سر مائلس نے یہ بھی فرمایا کہ ایک کامٹ طیارے نے لندن سے ٹوکیو تک کی مسافت ۳۴ گھنٹہ ۵۴ منٹ میں طے کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ برطانوی جٹ طیاروں سے دنیا کی کمر میں پیٹی باندھنے کا منصوبہ کوئی خواب نہیں ہے۔

سائنس دانوں کی کمی یہ ذکر ہندوستان کا نہیں ہے جہاں سائنس دانوں کی تعداد روز افزوں سہی لیکن ضرورتوں کے لحاظ سے بہت ہی کم ہے۔ یہ ذکر تو انگلستان کا ہے جس کی نسبت یہ کبھی گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ وہاں سائنس دانوں کی کمی ہوجائے گی لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہاں سائنس دانوں کی اتنی کمی ہو گئی ہے کہ حکومت کو کچھ نہ کچھ اس سلسلے میں کرنا پڑے گا۔ صنعتوں میں ملازمتوں میں اور جامعوں میں تربیت یافتہ سائنس دانوں کی مانگ ہے اور وہاں اتنے موجود نہیں۔

برطانوی وزارت رسد کے ایک افسر نے کہا کہ "فنی آدمیوں کی کمی بہت سنگین ہو گئی ہے اور حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے"۔

مسئلے نے پیچیدہ صورت اس لئے اختیار کر لی ہے کہ مدارس اور جامعات میں فنی مضامین کی تعلیم کے لئے استاد نہیں ملتے۔ ایسے استادوں کی کمی کو صرف برطانیہ ہی محسوس نہیں کر رہا ہے بلکہ تقریباً ساری دنیا میں سائنس دانوں کی طلب بڑھ رہی ہے۔

دولت مشترکہ کے جو ملک ہیں وہ برطانوی سائنس دانوں کو اونچے مشاہرے دیتے ہیں حتیٰ کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے برطانوی سائنس دانوں کو بڑے بڑے لالچ دئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ امریکی شہریت بہت جلد ان لوگوں کو عطا کر دی جائے گی۔ اسی دقت کو رفع کرنے کے لئے لندن کے امپیریل کالج آف سائنس کو ایسا مرکز بنایا جا رہا ہے جہاں فنی آدمیوں کی تربیت کا انتظام ہوگا۔

اڑن طشتریاں

سوئٹزرلینڈ کے ماہر ریاضی و موسمیات پروفیسر لوئی نکولٹ نے ایک ملاقات میں یہ خیال ظاہر کیا کہ تیسری عالمگیر جنگ میں جوہری بموں سے زیادہ اڑن طشتریاں حصہ لیں گی۔ ان سے طوفان اور آندھیاں پیدا کی جائیں گی۔ تاکہ دشمن کو شکست دی جا سکے۔

کوئی ۲ برس ادھر سے اڑن طشتریوں کا بہت چرچا رہا ہے۔ پروفیسر موصوف کا خیال ہے کہ یہ زمین ہی سے اٹھی تھیں۔ ان کا مقصد موسمی حالات میں خلل پیدا کر دینا ہے۔

موصوف کا دعویٰ ہے کہ ان کو جو شہادت بہم پہنچی ہے اس سے انھوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان طشتریوں کی ابتدا سوویٹ یونین سے ہوئی ہے۔ ان سے موسموں میں جو خلل پیدا ہوا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ برطانیہ، بلجیم اور ہالینڈ میں جو طغیانیاں آئیں وہ موصوف کے نزدیک ان ہی طشتریوں کی کارفرمائی ہے۔ مزید شہادت یہ ہے کہ حال حال میں متعدد علاقوں میں غیر معمولی موسمی حالات پیدا ہوتے۔

اور سوویٹ یونین سے ان کے نزدیک طشتریوں کی ابتدا کی شہادت یہ ہے کہ ان علاقوں سے کسی طوفاں خیزی یا طغیانی کی اطلاع نہیں آئی ہے ۔

کوئی جنگ اگر چھڑ گئی تو موصوف نے پیش گوئی کی کہ اڑن طشتریوں سے یہ کام لیا جائے گا کہ وہ جوہری بم بردار ہوائی جہازوں کو طیران گاہوں سے نکلنے نہ دیں۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ اڑن طشتریاں اتنی تعداد میں روانہ کی جائیں گی کہ وہ زبردست طوفان پیدا کر دیں تاکہ طیارے زمین سے اوپر نہ اٹھ سکیں۔

جب ان سے سوال کیا گیا کہ پچھلے چند مہینوں میں کسی نے اڑن طشتری نہیں دیکھی ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ان کو اب اتنا مکمل کر لیا گیا ہے کہ وہ کوئی ۶۰ ہزار فٹ بلند اڑتی ہیں اس لئے ان کو زمین سے دیکھا نہیں جا سکتا۔

پچاس برس بعد انگلستان کے ایک استاد ریاضی مسٹر کنتھ اسنل نے پیش گوئی کی ہے کہ سن ۲۰۰۳ء میں مدرسوں میں لڑکے پہاڑوں کی بجائے مشینوں کی مدد سے حالی سوالات کریں گے اور اقلیدس پڑھنے کی بجائے آئنسٹائن کا نظریہ ان کے مطالعہ میں رہے گا۔ ابتدائی درجوں میں کوئی مضامین مقررہ نہ ہوں گے۔ عددی کھیل زیادہ ہوں گے۔ پہاڑوں وغیرہ کا یاد کرنا غیر ضروری ہو جائے گا۔ اور ریاضی کی تقسیم حساب، الجبرا، ہندسہ اور مثلث میں نہ کی جائے گی۔ کسروں کی بجائے اعشاریہ کا دور دورہ ہوگا۔ شاید نصف یا ثلث کی کسریں رہ جائیں گی۔

ریاضی کے ہر کمرہ میں ایک شمار ندہ مشین ہوگی اور لڑکے کا کام یہ ہوگا کہ جس حساب کی ضرورت ہو مشین کی مدد سے انجام دے۔

تیز رفتاروں اور بعید مسافتوں سے اس قدر تعلق خاطر ہو جائے گا کہ آئنسٹائن کا نظریہ پڑھانا ضروری ہو جائے گا۔ اور یہ بھی توقع ہے کہ شماریات اور جوہری انشقاق مدرسوں میں زیر درس رہیں گے۔